بانی: حضرت اقدس مولانا **شاہ سعید احمد** رائے پوریؒ مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور
مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ

رحیمیہ
لاہور

مئی 2018ء / شعبان المعظم 1439ھ جلد نمبر 10، شمارہ نمبر 5

قیمت: 20 روپے سالانہ ممبر شپ: 200 روپے تین سالہ ممبر شپ: 500 روپے

مجلس ادارت
سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

فہرست مضامین

- ہدایت یافتہ اور کامیاب لوگ
- سرمایہ پرستی کا نقصان
- حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ
- مزدور اور اُن کے حقوق کی محافظ مزدور تحریکیں
- اسلام میں معاشی مسئلے کی اہمیت اور مذہبی حلقوں کا کردار
- عالمِ برزخ میں انسانوں کے حالات
- ایک مزدور سے متعلق حضورؐ کی بیان کردہ حکایت
- محنت کش کا خون پسینہ
- استعماری قوتوں کی بوکھلاہٹ
- رمضان المبارک؛ نیک اعمال کا موسمِ بہار
- روزہ؛ خواہشات اور شیطانی اثرات کے خلاف عزم پیدا کرنا ہے
- اپنے محاسبے سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں
- اکابرین اور ادارہ رحیمیہ کے ماحول کی افادیت
- لاہور میں روحانی تربیتی اجتماعِ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ
- معمولاتِ اجتماعِ رمضان المبارک
- احکام و مسائل رمضان المبارک
- ادارہ رحیمیہ کے ریجنل مراکز میں معمولاتِ ماہِ رمضان
- نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ مسند نشینِ ثانی خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

فرمایا:

’’اپنے مسلک (منہجِ فکر و عمل) پر سختی (کے ساتھ استقامت اور جماؤ) اور لوگوں سے نرمی، یہ ہم نے اپنے بزرگوں میں دیکھی۔ اَوروں میں ہونے کا انکار نہیں، مگر اَوروں کی صحبت کا ہمیں اتفاق نہیں ہوا۔ اپنے بزرگوں کو اگر ہم نہ دیکھتے تو یا تو یوں سمجھتے کہ سلسلہ یونہی ہے یا یہ کہ پہلے کوئی بزرگ ہوں گے، جن کا ذکر کتابوں میں ہے۔ ہمارے حضرت (شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ) کے ایسے (متوازن) اَخلاق تھے کہ مداہنت (کسی کی خوشنودی کے خاطر احکامِ شریعت میں کوتاہی) ذرّہ بھر نہ تھی، مگر درست بات حال آں کہ تلخ ہوتی ہے، ایسے نرم طریق پر فرمایا کرتے کہ گویا والدہ گود میں بٹھا کر سمجھا رہی ہے۔ میرے اندر تو یہ بات نہیں، مگر اپنے بزرگوں میں ضرور دیکھی ہے اور اس کا نام حُسنِ معاشرت ہے، جو نہایت ضروری ہے۔‘‘

(مجلس: ۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/ 20 راگست 1946ء۔ مقام: رائے پور)

(ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، ص 60-159، طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

رقومات کی ترسیل بنام ’’ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور‘‘ اکاؤنٹ نمبر 0010030341820010 الائیڈ بینک مزنگ چونگی برانچ لاہور، برانچ کوڈ 0533

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

ہدایت یافتہ اور کامیاب لوگ

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (5:2)

(وہی لوگ اپنے ربّ کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔)

گزشتہ آیات میں متقین کی ہدایت کے بنیادی اوصاف کی نشان دہی کی گئی ہے اور ان پر ایمان لانے والی جماعت کا تذکرہ تھا۔ اس آیتِ مبارکہ میں ربّ تعالیٰ کی طرف سے ان تمام چھ بنیادی اوصاف پر مشتمل نظامِ فکر و عمل رکھنے والی جماعت کے ہدایت یافتہ ہونے اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے کا ذکر ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وہ لوگ جو درجِ ذیل خصوصیات رکھتے ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے اسما و صفات کے غیبی نظام پر ایمان۔ (یؤمنون بالغیب)

2۔ اس عالم گیر غیبی نظام کے ساتھ رابطہ رکھنے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور نماز پڑھ کر اس سے سرگوشی اور مناجات کرنا۔ (یقیمون الصّلوٰۃ)

3۔ اللہ نے اپنے طے کردہ نظام کے تحت جو رزق انسان کو فراہم کیا ہے، اسے انسانیت کی خدمت کے لیے خرچ کرنا۔ (مما رزقنا ھم ینفقون)

4۔ انسانی معاشرے کی ترقی کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی نازل کردہ کتابِ مقدس قرآن حکیم کے نظامِ فکر و عمل پر ایمان۔ (یؤمنون بما اُنزل الیک)

5۔ اقوامِ عالم میں قرآن حکیم سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں، ان کی حقانیت پر یقین اور قرآن حکیم کے بین الاقوامی نظام پر ایمان رکھنا۔ (ما اُنزل من قبلک)

6۔ اس دنیا کے بعد آخرت سے متعلق اللہ کے مقرر کردہ عالم گیر نظام پر پختہ یقین رکھنا اور اس حوالے سے پوری تیاری کرنا۔ (و بالآخرۃ ھم یوقنون)

ان مذکورہ بالا چھ اوصاف کے حامل لوگ متقین کی جماعت ہے۔ ایسی جماعت اپنے ربّ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے۔ انھیں نہ صرف دنیا اور آخرت میں کامیابی کے نشان ہائے منزل معلوم ہو گئے ہیں، بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ منزلِ مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس طرح قرآن حکیم کی تعلیم کی تاثیر اور اس کی حقانیت اب واضح ہو چکی ہے۔ اس کتاب کی سچائی سے متعلق کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا ہے۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ان مذکورہ بالا اوصاف کی حامل متقی اور ایمان والی جماعت ہی کے لیے دنیا اور آخرت میں کامیابی اور بقا ہے۔ وہ اپنی منزلِ مراد کو پہنچ چکے ہیں۔

انسانی روح جب اللہ کے غیبی نظام پر یقین رکھتے ہوئے ہر دم اُس کے ساتھ رابطے میں رہے اور اُس نے اس عالمِ سِفلی سے متعلق اپنی بہیمیت و حیوانیت کے تقاضوں سے اپنے آپ کو بالاتر بنا لیا تو یقیناً اُس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہے۔

اسی طرح جو جماعت اپنے ذاتی اغراض اور مفادات کو چھوڑ کر اللہ کے دیے ہوئے رزق کو انسانی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرتی ہے، نفسانی آلائش اور بہیمی تقاضوں سے اپنے آپ کو بالاتر کر لیتی ہے، اپنی طبعی اور ضروری حاجات پر خرچ کرنے کے بعد باقی مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتی ہے۔ مال و منال کا استعمال اجتماعیتِ عامہ کے لیے کرتی ہے۔ اس سے اُس کی روح میں ایسی توانائی پیدا ہوتی ہے، جو اُسے دنیا میں بھی ہمیشہ کے لیے امر کر دیتی ہے اور آخرت کا بے پایاں انعام بھی اُسے حاصل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جس انسان کی عقل علومِ قرآنیہ پر ایمان کے نور سے منور ہو جاتی ہے اور اُس کے نظامِ فکر و عمل کو شعوری طور پر سمجھ لیتی ہے۔ علومِ ربانی اُس کے قلب اور روح میں جذب ہو جاتے ہیں۔ انواراتِ الٰہیہ سے اُس کا باطن روشن ہو جاتا ہے۔ اُس کے ظاہری حواس اور نفسانی تقاضے قرآنی نظامِ فکر و عمل کے تابع ہو جاتے ہیں تو یقیناً ایسے انسان کے نفس، قلب اور عقل کو ایسی بقا حاصل ہوتی ہے جو دنیا اور آخرت میں اُسے ترقی کے مدارج طے کراتی ہے۔ اسی کے ساتھ جب ایسے انسان کی عقل و شعور عرشِ الٰہی اور حظیرۃ القدس کے ساتھ ربط پیدا کر کے وہاں سے ہر دور میں نازل ہونے والی کتابوں اور الٰہی علوم کے مربوط اور عالم گیر نظام کو سمجھ لیتی ہے اور ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھ کر جان لیتی ہے، اس علمی ترقی کے نتیجے میں اُس کے تمام شکوک و شبہات دور ہو جاتے ہیں تو وہ ایمان و یقین کے ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ جس کے نتیجے میں وہ دنیا اور آخرت میں اپنی منزلِ مراد کو پہنچ کر ترقیات کے اعلیٰ مراتب حاصل کر لیتا ہے۔

اسی طرح متقین کی وہ جماعت جو گزشتہ اور موجودہ ادوار میں نازل ہونے والی کتابوں کے علومِ الٰہیہ کی روشنی میں کائنات کے بین الاقوامی نظام کو سمجھتے ہوئے آخرت کے عالم گیر نتائج اور حقائق مان لیتی ہے، اُس کی حقانیت پر پورا یقین حاصل کر لیتی ہے، تو ایسی جماعت کے لیے بھی آخرت کے تمام مراحل میں کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی اور اسے ہمیشہ کے لیے راحت اور سعادت کی بقا حاصل ہو جاتی ہے۔

قرآن حکیم کے نازل ہونے کے زمانے میں مہاجرین و انصار پر مشتمل صحابہ کرامؓ کی اولوالعزم جماعت ان تمام اوصاف کا اعلیٰ نمونہ قرار پاتی ہے۔ ان کا ایمان بعد میں آنے والے تمام لوگوں کے لیے نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ ان کا ہدایت یافتہ ہونا اور فلاح و بقا کی اعلیٰ منزل تک پہنچنا ایک معیار کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں کہا گیا کہ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (12:2) (ایسے ایمان لاؤ جیسے لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں۔) صحابہؓ ہی کے بارے میں کہا گیا: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ (22:58) (یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں پر ایمان لکھا گیا ہے۔) گویا کہ رہتی دنیا تک تمام لوگوں کے لیے صحابہ کرامؓ کا انقلابی کردار معیارِ حق اور نمونۂ ایمان و یقین رہے گا۔

بعد میں آنے والے لوگ اس نمونے کو سامنے رکھتے ہوئے متقین کے ان چھ اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں گے تو قرآن حکیم کی یہ تعلیم انھیں ہدایت یافتہ اور دنیا اور آخرت میں کامیاب بنائے گی۔ یہ نتیجہ اُن چھ اوصاف کو اختیار کرنے والی جماعتوں میں ضرور ظاہر ہو کر رہے گا۔ یہ قرآن حکیم کی یقینی تاثیر ہے کہ جس قدر خلوص کے ساتھ لوگ اس کی انقلابی تعلیم پر عمل درآمد کریں گے، اسی قدر اُن کے لیے ہدایت اور کامیابی کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے اور کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ ○

www.rahimia.org

درسِ حدیث

از مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

سرمایہ پرستی کا نقصان

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "لُعِنَ عَبْدُالدِّينَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ." (سنن الترمذی، حدیث2375)

(حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "دینار کے بندے پر لعنت کی جاتی ہے اور درہم کے بندے پر لعنت کی جاتی ہے۔"

دینار سونے اور درہم چاندی کے سِکّے (کرنسی) کو کہتے ہیں۔ جب کہ "لعنت" کا معنی اللہ کی رحمت اور حقیقی چین اور آرام سے محروم ہونا ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں اس سوچ کے حامل شخص کے لیے "تَعِسَ" کا لفظ آتا ہے۔ یعنی ہر دم دولت اور سرمایہ پرستی کی سوچ میں مبتلا انسان ہلاک ہوگیا۔

ان دونوں حدیثوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کو انسانی فائدے کے بغیر محض دولت کے حصول کے مرض میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سوچ عمدہ اخلاق کی آبیاری کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ آپؐ کے ارشاد کے مطابق اس رُجحان کی وَجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اطمینانِ قلب سے محروم کردیا جاتا ہے۔ کثرتِ مال کے فکر میں مبتلا ہونے کی وَجہ سے وہ لامحدود ملکیت کے تصور کی آگ میں جلتے ہوئے اپنا دلی اطمینان کھو بیٹھتا ہے۔ اس سوچ کا دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اپنی اس بے پناہ خواہش کو پورا کرنے کے لیے دوسروں کے حقوق کو غصب کرنے کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ دوسروں کا استحصال اور ناجائز وسائلِ آمدن کو اختیار کرنا شروع کردیتا ہے۔ یوں دوسروں کے معاشی حقوق متأثر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ یہ صورتِ حال اسے اور دوسروں کو اطمینانِ قلب سے محروم کردیتی ہے اور خود اسے لعنت کا مستحق قرار دِلواتی ہے۔

اس حدیث میں ایک اور اہم توجہ طلب بات یہ ہے کہ جب ایک عمل کسی ایک انسان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہاں ناپسندیدہ ہے تو وہ پوری قوم کے لیے بھی درست نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ایسا معاشی نظام درست نہیں کہلا سکتا جو سرمایہ پرستی کا ہو اور اکثریت کو بنیادی ضروریات سے محروم رکھتا ہو۔ اس لیے وہ لوگ جو سرمایہ پرستوں کے لیے لامحدود معاشی وسائل کے ارتکاز کو درست تصور کرتے ہیں، وہ ان احادیث کی روشنی میں اسلام کے معاشی نظام کے حوالے سے غلط تصور پیش کرتے ہیں۔ ان کی یہ سوچ درحقیقت اسلام کی بنیادی روح اور اسلام کے اجتماعی فکر اور عمدہ اَخلاق کے منافی ہے۔

اس حوالے سے جب ہم اپنے قومی معاشی نظام کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ سرمایہ پرستانہ، استحصالی اور گروہی ہے، جس میں ایک محدود طبقہ دولت پر قابض ہے اور اکثریت کو ان کے حقوق سے محروم کررہا ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں ایسا معاشی نظام اگر کسی قوم پر مسلط کردیا جائے، وہ اس قوم کو خدا کی رحمت اور اطمینانِ قلب سے محروم کردیتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے قومی نظامِ معیشت کا جائزہ ان احادیث کی روشنی میں لیں اور خدا کی رحمت کے حصول کے مستحق قرار پائیں۔

حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرۂ قضا کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ اسی لیے مدینہ ہجرت کی اجازت ملی۔ انھوں نے حضورؐ سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ آپؓ عقل مند نوجوان، علم و تدبر، حِلم، رواداری، مردم شناسی اور عدل میں ممتاز تھے اور فقہا صحابہؓ میں شمار ہوتے تھے۔ انھیں خصوصیات کی بنا پر آپؓ کو دربارِ رسالتؐ میں بڑا مقام حاصل ہوا۔ حضور اقدسؐ نے آپؓ کے لیے دعا فرمائی تھی کہ: "اے اللہ! معاویہ کو قرآن کا علم سکھلا اور اسے ملک میں اقتدار عطا فرما اور عذاب سے بچا۔" حضرت معاویہؓ حساب و کتاب کا فن خوب جانتے تھے۔ اس لیے عہدِ نبویؐ میں کتابتِ وحی، قطعاتِ اراضی کی نشان دہی، وثیقہ نویسی، مراسلہ نویسی اور مہمانوں کے قیام و طعام کے فرائض بہ خوبی سرانجام دیتے تھے۔ گویا رسول اللہؐ کے پرسنل سیکرٹری کی حیثیت میں کام کرتے تھے۔ آپؓ گورنر اور خلیفہ کی حیثیت سے اُنتالیس سال آٹھ ماہ تک مسندِ حکومت پر فائز رہے۔ آپؓ کو حضرت عمرؓ نے شام کا گورنر بنایا اور شان دار کارکردگی کی بنا پر دس ہزار دینار سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ عہدِ عثمانیؓ میں آپؓ نے پہلا بحری بیڑہ بنایا، سمندری علاقوں پر قیصرِ روم کا تسلط ختم کیا اور اس بشارتِ نبویؐ کے مستحق ہوئے کہ: "میری اُمت کا پہلا لشکر جو بحری جنگ کرے گا، اس پر جنت واجب ہے۔"

آپؓ دشمن کے سامنے رعب و داب اور مسلمانوں کے سامنے عجز و انکساری کے انداز کو اختیار کیے ہوئے تھے۔ آپؓ ارشادِ نبویؐ "اگر تُو لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑ گیا تو اُن کو برباد کردے گا۔" کے مطابق سماجی زندگی میں ہر فرد کی خوداعتمادی و حیثیت کو تسلیم کرتے تھے۔ آپؓ کھانا باہر عوامی مجلس میں تناول کرتے اور آنے والے شامل ہوتے۔ یہ روزانہ کا معمول تھا۔

آپؓ نے بین الاقوامی سطح پر ہند، روم، افریقا تک کے علاقے خلافت کا حصہ بنائے اور مملکت کا نظم و نسق عدل و انصاف پر قائم کیا۔ حقوق کی ادائیگی کا ایسا مستحکم نظام بنایا کہ کوئی فرد کسی طاقت کی بنیاد پر کسی کا استحصال نہ کرسکے۔ علم و شعور کے حامل جج مقرر کیے۔ زراعت کو مستحکم کیا۔ نہریں کھدوائیں۔ رعایا کو خوش حال بنایا۔ وظائف کا تقرر کیا۔ مہمان کی آمد اور بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ جاری ہوجاتا۔ محکمہ ڈاک کو وسعت دی۔ مساجد کی تعمیر اور صحت کے مسائل کے حل کے لیے طبِ یونانی کو عربی میں منتقل کرنے کے لیے مشہور زبان دان ابن اثال کو مقرر کیا، جس نے فوری طور پر کام مکمل کیا۔ آپؓ کے دورِ حکمرانی میں مزدور و کسان اور محنت کش عوام کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے قانون سازی ہوئی، نہ کہ بڑے سرمایہ دار اور حکمران خاندانوں کے لیے قانون بنے۔ بہ قول مولانا عبیداللہ سندھیؒ: "عہدِ معاویہؓ اور عہدِ خلفائے راشدینؓ میں ایک چیز مشترک تھی کہ قانون سازی کی قوت سوسائٹی کے پاس تھی۔ اجتماعیت کے خلاف کوئی قانون نہیں بن سکتا تھا۔ حکومت محنت کش مزدور کسان اور ایک عام آدمی کی نمائندگی کرتی تھی۔ کیوں کہ حضرت امیر معاویہؓ آپؐ کے ایک ایک ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے۔ آپؓ فرمانِ نبویؐ "مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کردو۔" کے مطابق مزدور کی جھونپڑی کی مشکلات سے باخبر رہتے۔ اُن کے قائم کردہ نظام نے ہر فرد کو عزت، تحفظ، خوش حالی و ترقی کے یکساں مواقع فراہم کیے تھے۔ آپؓ نے قومی وسائل کو اجتماعی مقاصد پر خرچ کرنے کو شعار بنایا۔ وفات سے قبل وصیت کی کہ میرا نصف مال بیت المال میں داخل کردیا جائے۔

شذرات

مزدور اور اُن کے حقوق کی محافظ مزدور تحریکیں

یہ ہم سب جانتے ہیں کہ انسانی سماج اور اس کی تعمیر و تشکیل میں محنت کش طبقوں کی غیر معمولی حیثیت ہے۔ کیوں کہ زندگی کی تمام تر رعنائیاں انھیں محنت کشوں کی رہینِ منت ہیں اور کاروبارِ حیات انھیں کے دم سے قائم ہے، لیکن دوسری طرف ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پاکستان میں محنت کشوں کی حالتِ زار کس پستی کو چُھو رہی ہے۔ کس کو نہیں معلوم کہ سرمایہ دار طبقے کس طرح مزدور طبقوں کا استحصال کرتے ہیں اور اُن کی محنت سے اپنی تجوریاں بھرتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ پاکستان میں جاری استحصالی نظام کے کل پُرزوں؛ سرمایہ دار، جاگیردار اور افسر شاہی کے مُٹھی بھر افراد کا گٹھ جوڑ اِن پسے ہوئے طبقات کو آکاس بیل کی طرح چوس رہا ہے۔

اب اس بات کو سمجھنا بھی کوئی مشکل امر نہیں رہا کہ نظام کی کلیدی آسامیوں سے لے کر تعلیم، فنی تربیت، اعلیٰ انتظامی عہدوں اور صنعت و حرفت کے دروازے محنت کش طبقوں کی اولادوں پر کیسے بند کر دیے جاتے ہیں۔ چھوٹے موٹے کاروباری مواقع بھی اس درمیانی طبقے کی اولادوں کو مہیا کیے جاتے ہیں، جو ان کے اس ظالمانہ نظام میں شامل ہو کر لوٹ کھسوٹ کا حصہ بن کر اپنی صلاحیتوں کو ان کی عیاشیوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ اس طرح سے پورا معاشرہ اس مہلک مرض کا شکار ہو جاتا ہے کہ معاشرے کے باصلاحیت نوجوان اس نظام سے قوم کو نجات دلانے کے بجائے بالادست طبقوں کے گماشتے اور محافظ بننے کی دوڑ میں شامل ہو کر غلامی در غلامی کے نظام کو جنم دے رہے ہیں۔

افسوس ناک امر یہ ہے کہ ملک میں موجود مذہب اور عوام کے نام پر سیاست کرنے والی جماعتیں تو اس کھیل کا حصہ ہیں ہی، مزدوروں کے نام پر سیاست کرنے والے طبقے بھی سرمایہ پرستی کی اس کان میں جا کر نمک ہوتے جا رہے ہیں۔ اب تو حالت یہ ہے کہ مزدور تحریک نام کی عوامی قوت ہی ناپید ہو گئی ہے۔ محنت کشوں کے حقوق کی جگہ مغربی جمہوریت کے ''انسانی حقوق'' برانڈ نے لے لی ہے، جس کے باعث عوام انسانی حقوق کے نام پر دھوکا کھا کر اپنے ہی حقوق پامال کرنے والی قوتوں کے آلۂ کار بن چکے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں اب تک جس طرح اسلام اور جمہوریت کے نام پر لوٹا گیا ہے، اسی طرح ''انقلاب اور مزدوروں'' کے نام پر بھی دھوکا دیا گیا ہے۔ چناں چہ آج کل بھی سی پیک کی آمد کے بعد اقوامِ متحدہ اور عالمی سامراجی قوتوں کے تحت یہاں کی مزدور تحریکوں کو سامراجی چھتری تلے جمع کرنے کے کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر یہاں مزدور تحریکیں مخلص تھیں تو مذہب اور جمہوریت کے نام پر اتنے گہرے استحصالی عمل کے نتیجے میں مزدور تحریکیں یہاں کے مزدور طبقے میں شعور کیوں نہ پیدا کر سکیں؟ مزدور انجمنیں اپنے ارتقا کو کیوں نہ جاری رکھ سکیں؟ اب مزدور کاز سے مخلص طبقوں کو ان سوالات پر غور کرنا ہوگا، تاکہ پاکستان میں محنت کش طبقوں کی صفوں میں چھپے استحصالی نظام کے گماشتوں کو بے نقاب کیا جا سکے۔

اسلام میں معاشی مسئلے کی اہمیت اور مذہبی حلقوں کا کردار

اسلام نے انسان کے معاشی مسئلے کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا۔ کیوں کہ انسانیت کی ابدی اور دائمی رہنمائی کے اعزاز کے حامل دین کے لیے کیسے ممکن تھا کہ وہ انسانی معاشرے کے اتنے اہم معاملے سے صَرفِ نظر کر لیتا۔ چناں چہ اس نے معاشیات سے متعلق ایسے اَساسی ضابطے، بنیادی اصول اور طرزِ فکر دیا، جس کی روشنی میں ہر عہد کے انسان معاشی جبر اور ناانصافی کے خلاف اپنے لیے معاشی مساوات، خوش حالی اور رفاہیتِ عامہ کا نظام قائم کر سکیں۔ جیسا کہ اس کا ثبوت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے مکہ کے قبائلی معاشرے میں اس عہد کے مظلوم و مقہور اور معاشی جبر کے شکار انسانوں کی آزادی اور وقار کو بحال کیا۔ اسی طرح خلفائے راشدینؓ کے مابعد عہدِ نبوت بروئے کار لائے گئے معاشی اقدامات نے اس دور کی معاشی ناہمواریوں کا قلع قمع کرتے ہوئے عدل و انصاف پر مبنی معاشی نظام قائم کیا۔

آج کے دور میں انسان کے معاشی مسئلے نے خاص اہمیت حاصل کر لی ہے۔ اسی لیے آج کے دور کو معاشیات کا دور بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس جدید عہد میں جہاں معاشی وسائل کی تنظیم نے پیداواری عمل میں اضافہ کیا ہے، وہاں محنت کش طبقوں کا استحصال بھی دوچند ہو گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں محنت و سرمائے کی کشمکش نے زندگی کے تمام شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اب کسی بھی شعبے کی دُرستگی کا انحصار معاشی شعبے کی دُرستگی سے جڑا ہوا ہے۔ اسی لیے امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے فلسفے میں انسان کے معاشی مسئلے کو کلیدی حیثیت دی ہے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ آج بہ شمول پاکستان بیش تر مسلمان ممالک بدترین معاشی استحصال کے سرمایہ دارانہ نظاموں کے زیرِ منقار ہیں، جہاں کے عوام اپنے ہی ملک کے ''شاہوں''، ''جمہوری آمروں'' اور فرسودہ مذہبی طبقوں کے ظلم و ناانصافی کا شکار ہیں۔ وہاں کے فاقہ مست اور محنت کش طبقے زخمی احساسات اور مضطرب دلوں کے ساتھ کسی ایسی قیادت کا راستہ دیکھ رہے ہیں، جو انھیں اپنوں ہی کے ظلم سے نجات دلا سکے۔ لیکن عجیب ماجرا ہے کہ پاکستان میں نبی آخر الزماں ﷺ کے عشق کی دعوے دار مذہبی قیادتیں مزدوروں کے حقوق کی بات کرنے کے بجائے ایسی بحث و تکرار میں مصروف ہیں کہ جس کا فائدہ ملک میں قائم استحصالی نظاموں کو ہی پہنچ رہا ہے۔ ماضی کی نام نہاد فکرِ اسلامی کی دعوے دار جماعتیں جو مزدور اور کارخانہ داروں کی جنگ میں فیکٹریوں میں جا کر مزدوروں کو مذہبی حوالے سے خدا اور قسمت کی تقسیم پر راضی رہنے کے وعظ کہا کرتی تھیں، آج کی ساری مذہبی سیاست ان کی جیب کی گھڑی ہے، جب کہ ستر کی دہائی میں حریت پسند علما کی روایت سے جڑی دینی جماعتیں پاکستان میں مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کی جنگ میں اپنا وزن محنت کش طبقوں کے پلڑے میں ڈالا کرتی تھیں، لیکن آج ان جماعتوں کا رُخ موڑ کر معاشی آزادی کی جدوجہد کے بجائے فرقہ وارانہ مباحثوں اور سامراج کی طرف سے بچھائی گئی شطرنج کی بساط کی طرف موڑ دیا گیا ہے، تاکہ بہ وقتِ ضرورت مہروں کو اپنے مفاد کے مطابق استعمال کیا جاتا رہے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

عالَمِ برزخ میں انسانوں کے حالات

مترجم: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ ''حُجّةُ اللّٰہِ البالِغه'' میں فرماتے ہیں:

'' جاننا چاہیے کہ اس عالَمِ (برزخ) میں انسانوں کے بہت سے طبقات ہیں، جن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے،لیکن بنیادی اقسام چار ہیں:

(1) بیدارطبع لوگ: (یعنی باہم مشترک اعمال کے درمیان اصل علت کو سمجھنے والے اور افعال و اعمال سے زیادہ اَخلاق و ملکات کو اہمیت دینے والے لوگ) ان لوگوں کو ان کی ملکیت کے مناسبِ حال اَخلاق و ملکات (اَخلاقِ اربعہ) اور متضاد اخلاق اور رویوں کے حوالے سے براہِ راست انعام یا عذاب دیا جاتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی جانب اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے: ''کوئی نفس انسانی یہ کہے گا کہ ہائے افسوس! کہ میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی ہے اور میں تو ہنسی مذاق ہی کرتا رہ گیا''(56:39)

میں نے اہل اللہ کی ایک جماعت کو دیکھا کہ اُن کے نفوس ایسے پُرسکون پانی سے بھرے ہوئے تالابوں کی صورت میں ہیں کہ تیز چلتی ہوئی ہوائیں (ان کی گہرائی کے سبب) اُن میں حرکت پیدا نہیں کر رہیں۔ ٹھیک دوپہر میں سورج کی روشنی اُن کے نفوس پر پڑ رہی ہے، یہاں تک کہ وہ سورج کی روشنی سے نور کے ایک ٹکڑے کی مانند ہو چکے ہیں۔ ان کی روحوں پر چمکنے والے نور کی تین قسمیں ہیں:

(الف) یہ نور اچھے اور عمدہ کاموں کا نور ہے۔ (یہ عموماً سلیم الفطرت طبیعتوں میں ہوتا ہے، جنھیں ایک اچھا کام اور بہترین عمل بتا دیا جائے تو وہ اپنی طبیعت سے اس کی خوبی پر یقین کر لیتے ہیں۔ اور پھر اس پر پختگی سے عمل کرتے ہیں۔)

(ب) یا (نسبتِ) یادداشت کا نور ہے۔ (نسبتِ ''یادداشت'' نقشبندی صوفیا کی ایک اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوتے جاگتے ہر حالت میں اپنی قلبی توجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف لگائے رکھے۔ یہاں تک کہ اس کی یہ عادت ایسی پختہ ہو جائے کہ کسی دوسرے کام میں مصروفیت کے باوجود وہ اللہ کی طرف متوجہ رہے۔)

(ج) یا (نسبتِ) رحمت کا نور ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعض انسان فطری طور پر یہ قابلیت رکھتے ہیں کہ اُن سے کوئی بُرا خیال یا عمل سرزد نہیں ہوتا۔)

(2) دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو طبعی طور پر سست اور نیند کی حالت میں ہوتے ہیں، مگر پہلی قسم کے لوگوں کے قریب ہوتے ہیں۔ (ان لوگوں میں پورے طور پر بیداری نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ اپنے مَلَکی کمالات کو براہِ راست محسوس نہیں کر سکتے۔) ان پر انعام وعذاب کے حوالے سے ایسی حالت طاری ہوتی ہے، جسے خواب سے تعبیر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

(خواب کی اصل حقیقت یہ ہے کہ) ہم جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں، وہ دراصل ہمارے دماغ کی ''حِسِّ مشترک'' (یعنی دماغ کی وہ حس جس میں ظاہری حواس؛ آنکھ، کان، ناک وغیرہ سے حاصل کردہ معلومات جمع ہوتی ہیں۔) میں محفوظ خیالات و معلومات پر مشتمل علوم ہی ہوتے ہیں۔ بیداری کی حالت میں آدمی کی ان خیالات اور علوم کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ لوگ انھیں بھول جاتے ہیں کہ اس قسم کے کوئی خیالات اُن کی طبیعت میں ہیں۔ لیکن جب انسان سو جاتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں رہتا کہ یہ وہی ظاہری حواس سے حاصل کیے ہوئے خیالات اور علوم کی صورتیں ہی ہوتی ہیں۔

جیسا کہ صفراوی مزاج آدمی کو عموماً ایسے خواب آتے ہیں کہ وہ ایک سخت گرم دن میں خشک جنگل میں جا رہا ہے۔ اُس کے ہر طرف گرم لُو چل رہی ہے۔ اچانک اُسے اپنے اردگرد آگ بھڑکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اب وہ اس سے بھاگتا ہے، لیکن اُسے کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ اتنے میں آگ اُسے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور وہ اس سے بڑی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ (یہاں تک کہ اُس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔)

اسی طرح ایک بلغمی مزاج آدمی عموماً ایسا خواب دیکھتا ہے کہ نہایت ٹھنڈی رات ہے اور ٹھنڈا پانی بہہ رہا ہے۔ ہوا بھی نہایت ٹھنڈی چل رہی ہے۔ پانی کی موجوں نے اس کی کشتی کو گھیر لیا ہے۔ وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن کچھ کر نہیں سکتا۔ پھر وہ دیکھتا ہے کہ وہ پانی میں ڈوب گیا اور اس وجہ سے اُسے بہت سخت تکلیف ہوتی ہے۔

اگر لوگوں کے حالات کا اچھی طرح جائزہ لیا جائے تو تمھیں کوئی ایسا آدمی نہیں ملے گا کہ جسے کسی نہ کسی وقت اپنے نفس میں ایسی باتیں محسوس نہ ہوں کہ جو خیالات اُس کے دل میں پختہ طور پر صورت جما چکے تھے، وہی خواب میں کسی نعمت یا کسی تکلیف کی شکل میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس میں ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ وہ صورتیں اس خواب دیکھنے والے انسان کی طبیعت اور ارادوں سے بھی مناسبت رکھتی ہیں۔

ایسے لوگوں کی حالت عالمِ برزخ میں ایک طرح کے خواب دیکھنے والے کی مانند ہوتی ہے۔ ایسا خواب کہ جس میں قیامت سے پہلے بیداری نہیں ہوتی۔ اور خواب دیکھنے والا انسان خواب میں یہ نہیں جانتا کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے، یہ فقط خیالات ہیں اور خاص واقعات نہیں ہیں اور اس نعمت یا تکلیف کا انسانی وجود سے باہر کوئی وجود نہیں ہے۔ اگر اس کے بعد (حشر کے دن) بیدار نہ ہو تو اسے یہ کبھی معلوم ہی نہ ہو کہ وہ خواب کی حالت ہی میں تھا۔ اس لیے اس عالمِ برزخ کو ایک خارجی دنیا ماننا اور کہنا زیادہ صحیح ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اس کو خوابوں کی دنیا کہا جائے۔

چناں چہ جس شخص میں چیرنے پھاڑنے والے درندوں کی خصلتیں زیادہ پیدا ہو چکی ہیں، وہ عالمِ برزخ میں دیکھے گا کہ اُس پر ایک درندہ مسلط ہے جو اُسے نوچ رہا ہے۔ اور جس انسان کی طبیعت میں بخل زیادہ ہے، وہ اس عالم میں دیکھے گا کہ سانپ اور بچھو اُسے ڈس رہے ہیں۔

اس عالم برزخ میں لوگوں پر دو فرشتوں کی صورت میں عالمِ بالا سے علوم نازل ہوں گے، جو اُس سے پوچھ رہے ہوں گے کہ تمھارا ربّ کون ہے اور تمھارا دین کیا ہے؟ اور تم نبی اکرمؐ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ (اب جن لوگوں میں صحیح جوابات پر مشتمل خیالات اور علوم پختہ ہو چکے ہیں، وہ اس کا صحیح جواب دیں گے۔ جن لوگوں کے خیالات اور علوم صحیح نہیں ہوں گے، وہ کچھ جواب نہیں دے سکیں گے۔) (باب اختلاف احوال النّاس فی البرزخ)

www.rahimia.org

مفتی عبدالقدیر، چشتیاں

ایک مزدور سے متعلق حضورؐ کی بیان کردہ حکایت

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ انبیا علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کے چنیدہ واقعات ہماری تربیت کے لیے بیان فرمائے ہیں۔ آپؐ نے ایک غار سے متعلق تین اشخاص کا واقعہ بیان کیا ہے، جنھوں نے دورانِ سفر بارش کی وجہ سے ایک غار میں پناہ لی۔ اچانک پتھر کے گرنے سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ تینوں نے اپنے خالص عمل کے واسطے سے اللہ پاک سے دعا مانگی، جو قبول ہوئی اور غار کا منہ کھل گیا۔

ان میں سے ایک مزدور آدمی نے کچھ اس طرح دعا کی: ''اے اللہ! تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا، جس نے ایک فرق (تقریباً گیارہ کلو) چاول کی مزدوری پر میرا کام کیا تھا، لیکن وہ شخص (کسی وجہ سے غصے میں آکر) مزدوری لیے بغیر چلا گیا۔ پھر میں نے اس کی مزدوری کے چاولوں کو کاشت کردیا۔ اس سے اتنا کچھ نفع ہوگیا کہ میں نے اس کی پیداوار سے اس کے لیے گائے بیل خرید لیے۔ بہت دنوں بعد وہ شخص مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے آیا۔ میں نے کہا: یہ سب گائے بیل تمھارے ہیں، انھیں لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ میرا تو صرف ایک فرق چاول تم پر واجب تھا۔ میں نے اس سے کہا یہ سب گائے بیل تمھارے ہیں، اس لیے یہ تمھاری مزدوری کے چاولوں کی آمدنی ہے۔ آخر وہ گائے بیل لے کر چلا گیا۔ بس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ ایمان داری میں نے صرف تیرے ڈر سے کی تھی تو تُو ہماری یہ مصیبت ٹال دے اور غار کا منہ کھول دے۔ چناں چہ اسی وقت وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ اس واقعے میں دوسرے دو اشخاص میں خدمت کا اعلیٰ جذبہ اور اللہ کے ڈر سے عفت و پاک دامنی اختیار کرنا بھی ایسے سبق ہیں جو پہاڑوں جیسی آفتوں کو ٹالنے کا باعث ہیں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 2272)

گزشتہ امتوں کے بیان فرمودہ واقعات بہ طور وعظ و نصیحت ہمارے لیے قابلِ اُسوہ اور بہترین نمونہ ہیں۔ اس واقعے میں مزدور کی مزدوری کا احترام کرنے اور اس کو ترقی دے کر اپنی محنت سے اس قدر بڑھا کر دینا، خود مزدور کے لیے خوشی کا باعث ہوا۔ اور اس عمل کا یہ نتیجہ نکلا کہ پہاڑ جیسی آفت سے نجات حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ مزدور کی مزدوری نہ دینے پر عتاب نازل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں قیامت والے دن تین آدمیوں کی طرف سے خود مخاصمت کروں گا، جن میں ایک مزدور ہے، جس کو اُجرت نہ دی جائے یا کم دی جائے۔'' (بخاری)

دورِ حاضر میں سرمایہ دارانہ نظام مزدوروں اور اجیروں کے استحصال پر مبنی ہے، جو پہاڑوں جیسی آفتیں لانے کا باعث بن رہا ہے، جب کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ نے دس سال تک آپؐ کی خدمت سرانجام دی۔ آپؐ نے نہ کبھی ان کو ڈانٹا، نہ جھڑکا۔ ان کی ضروریات کا ہمیشہ خیال رکھا۔ آپؐ کے تعاون اور دعا کی برکت سے کثیر مال و اَولاد والے ہوگئے۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدینؓ کے دور میں بھی مزدوروں کو پوری اُجرت دلوانے کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا کہ محنت کش طبقہ اتنا صاحبِ ثروت ہوگیا کہ صدقہ دینے والے سب تھے، مگر لینے والے انہیں ملتے تھے۔

محمد کاشف شریف، راولپنڈی

محنت کش کا خون پسینہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق تمام پاکستانیوں کے حقوق کو درج ذیل حوالوں سے تحفظ دیا گیا ہے: 1۔ استحصال کی تمام شکلوں کا انکار، 2۔ غلامی کا خاتمہ، 3۔ جبری مشقت اور بچوں سے مزدوری کی ممانعت، 4۔ مزدور تنظیموں کا حق و فروغ، 5۔ مزدوروں کی اُجرت کا تحفظ 6۔ کام کے اوقات کا تعین، 7۔ روزگار کا تحفظ، 8۔ روٹی، کپڑا، مکان، صحت، تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنانا۔

پاکستان میں محنت کشوں کی حالتِ زار اس بات کا پتا دیتی ہے کہ یہاں کی حکمران اشرافیا کو آئین سے بس اتنی ہی محبت ہے، جتنا اُن کے ذاتی مفاد اور طاقت کی ضرورت کا تقاضا۔ چناں چہ سیاسی اشرافیا اور میڈیا ہمہ وقت آئین کی بالادستی کا راگ الاپتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، لیکن جب اُن کی توجہ محنت کشوں کی حالت کی جانب مبذول کروائی جائے تو اپنی بے بسی بیرونی قوتوں ان کے خیال میں جو پاکستان کو ترقی کرتا نہیں دیکھ سکتیں اور فوجی طالع آزماؤں پر ذمہ داری ڈال دی جاتی ہے۔ جب فوجی طالع آزماؤں سے پوچھیں تو وہ سیاسی اشرافیا پر ہاتھ سیدھا کر لیتے ہیں اور بے چارے محنت کش وہیں کے وہیں۔

پاکستان جدید دنیا کے دباؤ کے تحت اب تک 27 مختلف علاقائی اور بین الاقوامی معاہدات کا حصہ بن چکا ہے، جو اسے محنت کشوں کے حقوق اور ترقی کے مختلف امور کے حوالے سے پابند کرتے ہیں۔ ان معاہدات کا حصہ بننے کے صلے میں پاکستان کو کئی تجارتی معاہدات میں ترجیحی حیثیت بھی عطا کردی گئی ہے، لیکن زمینی حقائق کچھ اور ہی کہتے نظر آتے ہیں۔ گویا ان معاہدات نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا اور سیاسی مقتدرہ تو آئین کی ایسی چیمپیئن بنی ہوئی ہے کہ پوری دنیا کے جمہوریت پسند شرما جائیں۔ ان معاہدات کے تناظر میں پورے ملک میں صرف 547 لیبر انسپکٹر کام کر رہے ہیں، جو صرف تنخواہیں لینے کے سوا اَور کچھ نہیں کرتے اور دباؤ کی صورت میں کمزور اور چھوٹے کاروباری لوگوں پر قانون نافذ کرتے ہیں یا معاملات طے کرا لیتے ہیں۔

موجودہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی لیبر مارکیٹ 6 کروڑ 40 لاکھ محنت کشوں پر مشتمل ہے، جن میں سے 40 لاکھ افراد بے روزگار ہیں۔ غلام داری غیر آئینی ہے، لیکن آج بھی زرعی اور صنعتی شعبے میں 26 لاکھ افراد جبری مشقت اور نسل در نسل بے گار کے ظالمانہ عمل سے دوچار ہیں۔ قانون کے مطابق کم سے کم اُجرت 15 ہزار روپے ہے، لیکن 17 فی صد محنت کش 5 ہزار روپے سے بھی کم اُجرت پر کام کرنے پر مجبور ہیں۔ ٹریڈ یونین کی فعالیت اور مزدوروں کے حقوق کی آواز بلند کرنے کے لحاظ سے پاکستان دنیا کے آخری 5 ممالک میں آتا ہے۔ 18ویں ترمیم کے بعد انڈسٹریل ریلیشن قوانین میں لیبر یونین کے حق کو محدود رکھا گیا ہے، تاکہ ہمارے سیاسی آقاؤں کی فیکٹریاں چلتی رہیں۔ پاکستان کا مسئلہ یہ ہے کہ مزدور یا کوئی اور فرد مزدور کے لیے آواز اُٹھائے تو سب سے پہلے اُسے کمیونسٹ قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج کردیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے مسلمان ہونے کا یقین دلا دے تو آئین کی تقدیس کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اور آخر میں تقدیر کے من گھڑت گورکھ دھندے میں پھنسا کر صبر کرنے کو کہا جاتا ہے۔ یوں سب کا کام چلتا رہتا ہے اور محنت کش کا خون پسینہ بہتا رہتا ہے۔

www.rahimia.org

عالمی منظرنامہ

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

استعماری قوتوں کی بوکھلاہٹ

امریکا، برطانیہ اور دیگر حصہ داروں نے 20/ مارچ 2003ء کو عراق پر جو اجتماعی حملہ کیا تھا، اس کے نتیجے میں صدام حسین کی عراقی حکومت کا ریاستی ڈھانچہ تباہ و برباد ہوگیا۔ ان جتھوں نے عراق کے نہتے شہریوں کو اوپر سے میزائلوں اور نیچے سے ٹینکوں کے ذریعے کچل ڈالا۔ ان کا یہ حملہ برابر ایک ماہ ایک ہفتہ اور چار دنوں تک انبیاؑ کی سرزمین عراق پر آگ اور خون کا وحشیانہ کھیل یکم مئی 2003ء تک کھیلتا رہا۔ استعماری طاغوتی طاقتیں 2011ء تک براہِ راست اور اس کے بعد گماشتہ حکومتی ڈھانچہ بنا کر اس کے ذریعے عراقی سونا چاندی، قیمتی معدنیات اور تیل کی دولت کو لوٹتے رہے۔ ان گِدھوں نے عراقی ریاست کو نوچ نوچ کر تباہ حال کر دیا۔ اقوامِ متحدہ ایک تماشائی کی طرح اس خونی کھیل کی نگرانی کرتا رہا۔ 6/ جولائی 2016ء کو جان چلکوٹ (John Chilcot) نے برطانیہ کے عراقی جنگ میں ملوث ہونے پر اِڈمائرٹلری ہاؤس لندن میں ایک انکوائری رپورٹ شائع کی۔ یہ رپورٹ جنگ کے سات سال بعد جاری ہوئی۔ برطانوی اخبار ''دی ٹو ویز'' (The Two-Ways) کے نمائندے لیورن فریئر (Lauren Frayer) کا کہنا تھا کہ یہ رپورٹ 6000 صفحات پر مشتمل تھی۔ رپورٹ کے مطابق صدام حسین کی طرف سے ایسے کوئی شواہد نہیں ملے، جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اس نے کبھی بھی برطانیہ کو کسی قسم کی جنگی دھمکی دی ہو۔ البتہ برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیئر اور امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کے درمیان خفیہ رابطے کے دستاویزی ثبوت ملے ہیں۔ یہ رابطہ عراقی جنگ سے 9 ماہ پہلے کا تھا۔ خفیہ تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹونی بلیئر نے کہا تھا: ''کچھ بھی ہو، میں آپ کے ساتھ ہوں۔'' رپورٹ نے مزید لکھا ہے کہ ٹونی بلیئر کے بہ قول: ''مجھے ایسا کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔'' اور جن انٹیلی جنس ایجنسیوں کی رپورٹس کی بنیاد پر برطانیہ عراقی جنگ میں ملوث ہوا تھا، ''وہ بعد میں غلط ثابت ہوئیں۔'' جس کے لیے ''میں معذرت خواہ ہوں (I am sorry)۔''

4/ مارچ 2018ء کو برطانوی شہر سیلسبری کے پارک میں 66 سالہ سرگئی اسکرپل اور ان کی بیٹی یولیا کو نڈھال حالت میں پایا گیا۔ برطانیہ نے اس بوڑھے شخص کی نڈھالی کی وجہ روس کو قرار دیا۔ اور الزام یہ لگایا کہ اسے روس نے زہر دیا ہے، جب کہ برطانوی پولیس کے مطابق نڈھالی کی وجہ گردن پر کوئی دباؤ تھا اور ''یہ دباؤ کسی قسم کے زہر کے استعمال کی وجہ سے نہیں تھا۔'' دوسری طرف روس نے برطانوی مؤقف کو مضحکہ خیز قرار دیا ہے۔ اس نے مزید کہا ہے کہ برطانیہ کو چاہیے کہ وہ ڈرامہ بازی اختیار کرنے کے بجائے سنجیدگی سے حقائق کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرے۔ نتیجے میں اگر اسے ثبوت میسر ہوجائیں تو پھر کسی فورم پر بات کرے۔ برطانوی اخباری ایجنسی رائٹر کے مطابق روسی صدر پیوٹن کے بہ قول: ''یہ محض روس کے خلاف گمراہ کن اور جھوٹ پر مبنی پروپیگنڈا ہے۔''

برطانوی وزیر اعظم تھریسا مے مسئلے کو مزید اُلجھاتے ہوئے سلامتی کونسل کا فوری اجلاس طلب کرنے کے علاوہ انسانی حقوق کی عالمی تنظیم سے تقاضا کر رہی ہے کہ وہ روس کی یوکرائن اور جارجیا میں جارحیت کے علاوہ شام میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور شہریوں کے قتلِ عام میں ملوث ہونے کا نوٹس لے۔ اس کے علاوہ ملکی سطح پر جن اقدامات کا اعلان کیا گیا، ان میں روسی انگریزی چینل RT فوری بند کرنے، روس میں موسمِ گرما میں ہونے والے ورلڈ کپ میں عدمِ شرکت اور روس کے خلاف سخت تجارتی پابندیاں عائد کرنا شامل ہیں۔

مذکورہ اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ کو حال ہی میں کسی گہرے زخم کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یورپین یونین سے علاحدہ ہونے کی جو حماقت اس نے کی تھی، اندرونِ ملک اس سے اشیا و خدمات کی درآمدات پر محصولات کی جو بچت تھی، وہ ختم ہوجائے گی۔ اور باقی یورپ میں جو اسے تنہائی کا سامنا ہے، اس پر پردہ ڈالنا مقصود تھا۔ دوسرا استعماری بلاک کو مشرقِ وسطیٰ میں جس ذلت آمیز شکست کا سامنا ہے، اس سے پہلوتہی کرنا۔ تیسرا روسی صدر کو اندرونِ ملک انتخابات میں جس اعلیٰ درجے کی کامیابی حاصل ہوئی ہے، اس نے پیوٹن کے تمام عالمی اقدامات کے نتیجے میں حاصل ہونے والی کامیابیوں پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی تھی۔ برطانیہ سمیت اس جتھے کے تمام حصے داران ان تمام کامیابیوں کی وجہ سے آج شدت سے بوکھلاہٹ کا شکار ہیں۔ برطانیہ نے جوں ہی روسی سفارت کاروں کے انخلا کا اعلان کیا، لوٹ مار میں دیگر حصے داروں نے فوری طور پر اپنی اپنی حصے داری کا حق ادا کرتے ہوئے چند ایک سفیروں کو نکالنے کا عندیہ دے دیا۔ اس جتھے کے بقیہ حصے داروں کا کہنا ہے کہ: ''ہم برطانیہ کے ساتھ ہیں۔''

28/ مارچ 2018ء کی TASS کی رپورٹ کے مطابق 21/ مارچ بروز بدھ کو یورپی یونین کے اجلاس منعقدہ ویانا میں آسٹریا کی وزیر خارجہ کیرن کنیسل (Karin Kneissl) کے مطابق برطانوی سفیر اجلاس میں بار بار زور دیتا رہا کہ: ''روس کے خلاف اقدامات اختیار کیے جائیں۔'' ہم نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا: ''ہم برطانیہ کے مؤقف سے اتفاق نہیں کرتے۔ کیوں کہ برطانیہ سابقہ تاریخ کے اعتبار سے قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ وہاں کی انٹیلی جنس ایجنسیاں جو رپورٹ تیار کرتی ہیں، ان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ فرضی، بے بنیاد اور من گھڑت ہوتی ہیں۔'' ملکوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ انسانی جانوں کو حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ پھر جب کبھی کسی فورم پر تلخ حقائق کا سامنا کرنا پڑے تو محض معذرت کے تین لفظ ادا کر کے جان چھڑا لی جاتی ہے۔ عالمی تجزیہ نگاروں کے مطابق برطانیہ کو کب سے انسانی جان کی اتنی فکر لاحق ہوگئی کہ ایک 66 سالہ بوڑھا شخص جو محض ایک پارک کے بینچ پر بیٹھا اپنی بیٹی کے ہمراہ وقت سہلا رہا تھا کہ اچانک عارضہ لاحق ہوگیا۔ برطانیہ نے اس عارضے کا سبب روس کو قرار دے دیا، حال آں کہ یہی برطانیہ ہے، جس نے ایک جتھے کا حصہ بن کر انسانی جانوں کی خون کی ندیاں بہا دی تھیں۔ جس کا اسے کوئی احساس نہیں ہوا اور نہ ہی اس وقت خون کی ندیاں بہانے والے ملکوں کے ساتھ سفارتی تعلقات توڑے گئے۔

www.rahimia.org

رپورٹ: نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

رمضان المبارک: نیک اعمال کا موسمِ بہار

۱۳؍ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/ 9؍ جون 2017ء کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ لاہور میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''معزز دوستو! رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں دین اسلام کا صحیح شعور اور فکر حاصل کرنا اور اُس کو عمل میں لانے کا صحیح جذبہ بیدار کرنا' بہت ہی فائدہ مند ہے۔ یہ تربیت کا مہینہ ہے، جس میں انسان کو اپنے نقائص، کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنا اور ترقی کے مراحل طے کرنا ہوتا ہے۔ انسانیت کے نقائص یہ ہیں کہ انسانیت زوال کا شکار ہوجائے۔ مظلوم و مقہور بن جائے۔ شیطانی طاقتیں اس پر مسلط ہوجائیں، جس سے اس کی ترقی رُک جائے۔ رمضان المبارک ایک ایسا موسم ہے، جس میں انسانی ترقی اور تربیت کا عمل تیزتر ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف فصلوں کے اُگنے کا ایک موسم ہوتا ہے۔ موسم کے بغیر بھی اگر کوئی دانہ زمین میں ڈال دیا جائے تو وہ ضرور کسی نہ کسی درجے میں اُگتا ہے، لیکن جب موسم میں ڈالا جاتا ہے تو موسم کی مناسب آب و ہوا اور گردوپیش کے حالات و واقعات اس کی نشو و ارتقا میں بڑا بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے اوقات و ایام میں کیے گئے اعمال، روزے، تراویح کا ماحول، قرآن حکیم کی تلاوت دراصل انسانی روح کے نقائص اور کمزوریوں کو دور کرنے اور اس کی ترقی کے لیے بہت نتیجہ خیز ثابت ہوتے ہیں۔

رمضان المبارک کے ماحول میں انسانی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ اسے شیطانی ماحول سے آزاد کرایا جائے، تاکہ اس کے فطری ارتقا اور نشو و نما کا عمل آگے بڑھے۔ کوئی فصل کاشت کی جائے اور اس کے گردوپیش کی مُضر جھاڑیاں اس فصل کو دبالیں تو اس کا نشو و ارتقا رُک جاتا ہے۔ اس کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ان دشمن جھاڑیوں کو راستے سے ہٹایا جائے۔ رمضان المبارک کے اعمال انسانی روح کے حوالے سے ایسا ہی کردار ادا کرتے ہیں۔ دین اسلام کی تعلیمات مسلمانوں میں اس بات کا شعور دیتی ہیں کہ وہ اپنی ترقی کے عمل کو سمجھیں اور جو ترقی کے راستے کی رُکاوٹیں ہیں، انھیں دور کریں۔ سوسائٹی پر شیطانی اور طاغوتی قوتوں کے قبضے کو جڑ سے اُکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔ اسی کا نام انقلاب اور تبدیلی ہے اور اس تبدیلی کا موسم رمضان المبارک ہے۔ یہ مہینہ اپنی ذات میں انقلاب لانے، اپنے گرد و پیش میں انقلابی ماحول پیدا کرنے، انقلابی اجتماعیت قائم کرنے، سوسائٹی میں تبدیلی لانے، انسانیت کو ظالموں اور انسان دشمن طاقتوں اور قوتوں نے جو یرغمال بنا رکھا ہے، ان سے آزاد کرانے کا ہے۔ یہ مہینہ آزادی و حریت اور عدل و انصاف کے غلبے کا ہے۔ مظلوموں اور مسکینوں کی مدد کا ہے۔ اس حوالے سے اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کا ہے۔ جس کے نتیجے میں انسانیت کی ترقی ممکن ہوتی ہے۔''

روزہ
خواہشات اور شیطانی اثرات کے خلاف عزم پیدا کرنا ہے

حضرت آزاد رائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

''رمضان المبارک کے سب سے اعلیٰ اعمال وہ ہیں، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی سیرتِ نبویہؐ کے ذریعے سے ہمارے سامنے واضح کیے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ''من صام رمضان ایماناً و احتسابا.'' جس نے بھی رمضان کے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ، یعنی روزوں کی حالت میں اپنے ایمان کو پیش نظر رکھا۔ ایسا ایمان جیسے اولوالعزم صحابہؓ کا ایمان تھا کہ جنھوں نے بدر میں دشمن کو شکست دی۔ مکے کی ظالمانہ حکومت کا خاتمہ کیا۔ ان کے قلب کا ارادہ، ارادۂ الٰہیہ اور ارادۂ محمدیہ میں فنا ہوگیا۔ میرا اور آپ کا کمزور ایمان معتبر نہیں، نہ ہی وہ معیار ہے، بلکہ قرآن حکیم کی رُو سے جیسے صحابہؓ ایمان لائے۔ جیسے اُن کا عزم تھا۔ جیسے اُن کی ہمت تھی۔ جیسے اُن کی عقل تھی۔ جیسے اُن کے نفس کی سربلندی تھی۔ ویسی سربلندی تمھارے اندر ہونی چاہیے۔ نفس پستی کی حالت سے اور خواہشات اور شیطانی اثرات سے نکل جائے۔

آج میڈیا کے نام سے، غلط سیاست اور معیشت کے عنوان سے، غلط سسٹم کے مافیاز کی وجہ سے شیطان کا اثر اور تسلط اتنا ہے کہ لوگوں کی عقل ماردی جاتی ہے۔ زوال کی ایسی حالت ہے کہ گویا ہر آدمی پر جیسے جادو سا کردیا گیا ہو۔ میڈیا کا جادو اس کے سر چڑھ کر بولتا ہے۔ نان ایشوز کی سیاست، ظلم کی معیشت، ظلم کی معاشرت کا شیطان ننگا ناچتا ہے۔ صحابہؓ والا ایمان یہ ہوگا کہ رمضان کا روزہ ان تمام شیطانی اثرات کے تار و پود بکھیر دے۔ رمضان کا یہی وہ اثر ہے کے جس کے نتیجے میں روزہ دار کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اس سے قبل اس نے غلط سسٹم کی حمایت میں جتنے گناہ کیے، ظالمانہ سیاست کا ساتھ دیا، ظالمانہ معیشت کو قبول کیا۔ شیطانی معاشرت، فحاشی اور عریانی کے نظام کو قبول کیا۔ اس کے شیطانی اثرات کو قبول کیا، ان سے توبہ کرے۔ وہ گناہ تبھی معاف ہوں گے کہ جب اس میں ایمان کی سربلندی کی بنیاد پر عقل کا شعور، قلب کی جرأت، نفس کی بلندی اور سماحت پیدا ہوجائے۔ یہ تین چیزیں پیدا ہوں گی تو یہ ایمان کی اعلیٰ ترین حالت ہے۔ ایسے ایمان سے انسان روزہ رکھے تو یہ سب بے شعوری کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں وہ دیکھتا ہے کہ یہ سیاسی بازی گر جو سیاسی بیانات دے رہا ہے، اس کے پیچھے کون سی شیطانی طاغوتی قوت ہے؟ وزیرخزانہ کے اسمبلی میں پیش کردہ جھوٹے معاشی اعداد و شمار کی حقیقت کیا ہے؟ معیشت اتنی ہی ترقی یافتہ بتائی جارہی ہے ہے تو یہ بیس کروڑ انسان ذلت اور رُسوائی کی حالت میں کیوں ہیں؟ روزہ دار کی عقل اس کو قبول کرنے سے انکار کردیتی ہے اور وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ سب ڈرامے ہیں۔ اس کا کسی نظریے، سوچ اور تعلیم و تربیت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض سرمایہ داروں کی سرمایہ پرستی اور سرمائے کی اساس پر سوسائٹی کو یرغمال بنانے کا عمل ہے۔ یہ شعور حاصل کرنا دراصل صحیح ایمان کی حالت میں رمضان کا مہینہ گزارنا ہے۔''

www.rahimia.org

اپنے محاسبے سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

”حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کے حوالے سے دوسری بات یہ فرمائی کہ احتساباً، اپنا محاسبہ کرے۔ ایسا محاسبہ جیسے صحابہؓ کرتے تھے کہ وہ مکے کے ظالمانہ ماحول سے متأثر نہیں ہوتے۔ ابوجہل کے پروپیگنڈے، وہاں کی شیطانی قوتوں کے معاشی اور سیاسی اقدامات، اُن کے معاشرتی اور تہذیبی اور خاندانی تعلقات کا حصہ نہیں بنتے۔

آج پوری قوم پر زوال کی حالت ہے۔ بے شعوری کا عالم ہے۔ ہمتیں پست ہوگئیں۔ جمود طاری ہوگیا۔ پستی اور مرعوبیت کو قبول کرلیا۔ غلامی کی سیاہ رات بالخصوص مسلمان معاشروں اور انسانیت پر چھائی ہوئی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ پر گھٹاٹوپ اندھیرے ہیں۔ دنیا کی سامراجی طاقتیں مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے، اس خطے کو اجاڑنے اور ان کے وسائل کو لوٹنے کے لیے اپنے دانت تیز کررہی ہیں۔ اور دنیا کے ستاون مسلم حکمران اُن کے آلہ کار بن کر اُس سیاہ رات کو انسانیت پر مسلط کرنے کے لیے کردار ادا کررہے ہیں۔ ایسے ماحول میں رمضان المبارک ایک رسم بن کر رہ گیا ہے۔ ستاون ملکوں کے یہ مسلمان روزے رکھ رہے ہیں۔ تراویح پڑھ رہے ہیں۔ قرآن حکیم کی تلاوت کررہے ہیں، لیکن زوال کی حالت میں ہیں۔ اس لیے ہم اپنا محاسبہ کریں اور سوچیں کہ کیا رمضان کے یہ معمولات اس بات پر ابھارتے ہیں کہ مسلمان کسی کفر کے غلبے کو تسلیم نہ کریں۔ کسی ظلم کے نظام کو قبول نہ کریں۔ کسی شیطانی سازش اور مکروفریب کے آلہ کار نہ بنیں۔

حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے تمھاری بھوک پیاس کی کوئی ضرورت نہیں۔ بھوکے پیاسے تو لوگ رہا کرتے ہیں۔ یہودی، عیسائی، ہندو اور ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے طریقے پر روزے رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے جسم کے علاج کے لیے ڈائٹنگ کے نام پر فاقے بھی کرتے ہیں۔ ایسے ہی فاقے تم نے کرلیے تو کیا فرق ہوا۔ اصل چیز تو اس بھوک پیاس کے نتیجے میں اپنا محاسبہ کرتے ہوئے جھوٹ، باطل اور ظلم کا انکار کرنا ہے۔ ایسا روزہ ہی پچھلے سارے گناہوں کو معاف کراتا ہے۔ اب ہم گناہ تو پچھلے معاف کرانا چاہتے ہیں، لیکن بغیر کسی تبدیلی، بغیر ایمان پختہ کیے، بغیر کسی احتساب اور محاسبہ کے۔ بس صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہنے کی ایک رسم پوری کرلیں۔ نہ عقل، نہ شعور، نہ ایمان، نہ عزم، نہ ہمت، نہ اُس کے لیے تربیت اور نہ اپنے نقائص کو دور کرنے کی فکر اور رسمی طور پر کہتے ہیں: اللہ میاں! گناہ معاف کردے۔

یادرکھو! ایک گناہ انفرادی ہوتا ہے، اور ایک اجتماعی۔ اجتماعی گناہوں میں غلط سیاسی فیصلہ کرنا، غلط معیشت کو قبول کرنا، غلط معاشرت کے سسٹم اور نظام کو ماننا شامل ہیں۔ ہمیں اپنے اجتماعی گناہوں سے بھی معافی مانگنے کی ضرورت ہے۔ سب سے بہترین محاسبہ ازخود اپنا ہوتا ہے۔ محاسبے کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے جو نقائص اور کمزوریاں سامنے آئیں، انھیں دور کرنے کی فکر کی جائے، صرف لفظ محاسبہ ادا کرلینا کافی نہیں۔ اور اگر محاسبہ نہیں تو روزہ محض ایک رسم بن جائے گا۔“

اکابرین اور ادارہ رحیمیہ کے ماحول کی افادیت

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا:

”رمضان کے مہینے کو عظمت کے ساتھ، اللہ کی ہیبت وجلال کے ساتھ، اللہ کے علاوہ کسی طاغوتی قوت کو قبول نہ کرنے، ایمان کے پورے پورے اعلیٰ معیار اور احتساب کے پورے پورے تقاضے کے ساتھ گزارا جائے تو اس کی برکات نازل ہوتی ہیں۔ اس کی برکات پھر انفرادی بھی ہوتی ہیں اور پوری سوسائٹی میں اجتماعی بھی ہوتی ہیں۔ رمضان کا مہینہ غفلتوں کو بھی دور کرتا ہے۔ روزے کی یہ بھوک پیاس قلب کی حالت کو صیقل کرتی ہے۔ ملکیت کو مضبوط بناتی ہے۔ بہیمیت کو توڑتی ہے۔ حیوانی خواہشات کو کم کرتی ہے۔ حیوانی اثرات کے نظام کا مقابلہ اور مزاحمت پیدا کرتی ہے۔ جرأت اور ہمت پیدا کرتی ہے۔ اور یہ جرأت اور ہمت ہمارے اندر پیدا ہو تو رمضان کا وصول کرنا ہے۔

ہم یہاں ادارہ رحیمیہ لاہور میں جو اجتماعی طور پر رمضان المبارک گزارنے کے لیے جمع ہوئے ہیں، ہمارا ایک ہی ہدف ہے کہ وہ عقل و شعور اور فہم و بصیرت جو انبیاؑ، صحابہؓ، تابعینؒ، اولیاء اللہؒ، علمائے ربانیینؒ کی رہی، ان جیسی عقل و شعور اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے کردار ادا کریں۔ قرآن نے جو نظریہ دیا، اس کی سربلندی کو سمجھیں۔ صحابہؓ اور انبیاؑ کا درجہ تو بہت بلند اور اعلیٰ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس دور کے اولیاء اللہ؛ حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت الامام شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ، حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ جیسا ایمان ہمارا بن جائے۔ اُن کی طرح کا جذبہ ہم میں بیدار ہوجائے کہ جیسے انھوں نے جرأت اور ہمت کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا، آزادی اور حریت کی جدوجہد کی، قرآن کے انقلابی شعور کو آگے بڑھایا اور پھیلایا۔ اس کے لیے کردار ادا کیا۔ ساری دنیا نے مخالفت کی، لیکن انھوں نے اپنے نظریے پر جماؤ رکھا۔ عزم و ہمت کے ساتھ جدوجہد کرتے رہے۔ رمضان المبارک کی برکات سے ایسا عزم و ہمت اور شعور ہمارے اندر پیدا ہوجائے تو رمضان المبارک کی برکات کا حاصل ہونا ہے۔

ہم یہاں ایک دن رہیں، دو دن رہیں، یا مہینہ بھر رہیں تو اس میں ہمارا نظریہ یہ ہو کہ ہم نے قرآن سیکھنا ہے۔ رمضان سے تربیت حاصل کرنی ہے۔ اپنے ایمان کا جائزہ لینا ہے۔ اپنے نظریے کو درست کرنا ہے اور نظریے کی درستگی کے ساتھ ساتھ اس نظریے کے تناظر میں سوسائٹی کا احتساب اور تجزیہ کرنا ہے کہ سوسائٹی میں کون سی شیطانی طاغوتی قوت ہے، جس سے برأت کا اعلان کرنا ضروری ہے اور کون سی ایسی طاقت اور قوت ہے کہ جس کو پیدا کرکے ان شیطانی طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس بنیادی نظریے اور سوچ کو نہ صرف خود سیکھیں، اپنے نقائص دور کریں، تربیت کے اگلے مقامات طے کرنے کی کوشش کریں، بلکہ اس نظریے اور سوچ کو نئی نوجوان نسل تک پھیلانے اور اس کی دعوت دینے کی بھی جدوجہد اور کوشش کریں۔“

www.rahimia.org

خوش خبری

لاہور میں روحانی تربیتی

اجتماعِ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ/2018ء

رحمتوں اور برکتوں والا ماہِ رمضان المبارک شروع ہورہا ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں پوری یکسوئی اور توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے بڑا اکسیر سمجھتے ہیں۔ مشائخ رائے پور اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا گزشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں انابت الی اللہ اور سالکین وطالبین کی تربیت کے لیے اجتماعی طور پر کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں اور رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں اپنی روحانی تربیت کے حوالے سے ذکر وفکر، تزکیۂ عمل اور تصفیۂ باطن کا نہایت درجہ اہتمام کرتے رہے ہیں۔

تمام مشائخ رائے پور اور حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ اپنی تمام عمر اس معمول پر مسلسل عمل پیرا رہے۔ انھی حضراتِ مشائخ کے معمول کے مطابق ان کے جانشین اور موجودہ مسند نشین خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ **عبدالخالق آزاد رائے پوری** دامت برکاتہم العالیہ

ماہِ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ (17/مئی تا 15/جون 2018ء)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ ان کے ساتھ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے خلفائے کرام؛ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی، حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن اور دیگر سینئر حضرات' احباب کی رہنمائی کے لیے موجود ہوں گے۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ اپنی اخلاقی وروحانی اور علمی ترقی کے لیے اس ماہِ مبارک میں مشائخ رائے پور کی معیت وصحبت میں وقت لگائیں۔ تمام احباب اس روحانی اجتماع کے تربیتی معمولات اور مجالس ہائے علم وعرفان میں شرکت فرما کر دُنیوی واُخروی کامیابی کے لیے کوشش کریں۔

معمولاتِ اجتماعِ رمضان المبارک

حسبِ سابق اس قیامِ رمضان المبارک میں درج ذیل معمولات ہوں گے:

نوافل، ذکر واذکار وتلاوتِ قرآن حکیم: علی الصبح تقریباً 2 بجے تمام احباب بیدار ہوجاتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں اور ذکر وغیرہ دیگر معمولات پورے کرتے ہیں۔ اس کے بعد سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہوجاتے ہیں، وہ نوافل یا تلاوتِ قرآن حکیم میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

احادیثِ نبویہ ﷺ کا درس: نمازِ فجر کے بعد آرام ہوتا ہے۔ پھر تقریباً صبح 9 بجے تمام احباب بیدار ہوجاتے ہیں۔ پھر ساڑھے نو بجے حدیث نبوی ﷺ کا درس ہوتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت نواز تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت وکردار کے بہت سے پہلوؤں کو احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے۔

قرآنی موضوعات پر لیکچرز: درسِ حدیث کے بعد تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز ہوتے ہیں، جن میں قرآن حکیم کے علوم ومعارف کا بیان ہوتا ہے۔ ان لیکچرز کے دوران ممتاز صوفیائے کرام اور محققین علمائے ربانیین کے بیان فرمودہ تفسیری نکات واشارات کی روشنی میں تربیت اور تزکیہ اور دینی اُمور سے متعلق شعور وآگہی اور اس کا فکر پیدا کیا جاتا ہے۔

دینی اور فقہی مسائل کا بیان: نمازِ ظہر کے بعد عوام کے لیے دین کے ضروری احکام ومسائل اور ان کے آداب وفضائل بیان کیے جاتے ہیں اور دینی حوالے سے عملی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز پوچھے گئے دینی مسائل کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد احباب تلاوتِ قرآن میں مشغول ہوجاتے ہیں۔

دینی موضوعات پر لیکچرز: اس کے بعد طلبا اور دیگر احباب کے لیے کسی اہم دینی موضوع پر لیکچر ہوتا ہے۔ اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے نوجوانوں کو دینی ذمہ داریوں اور عملی جدوجہد کے شعوری تقاضوں سے آگاہی دی جاتی ہے۔

”حُجّةُ اللّٰہِ البالغہ“ کا درس: نمازِ ظہر کے بعد علمائے کرام اور خواص احباب کے لیے حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کی عظیم کتاب ”حُجّةُ اللّٰہِ البالغہ“ کا درس حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ دیتے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے ایک ترتیب کے ساتھ یہ درس جاری ہے۔ یہ کتاب دین اسلام کی جامع تعلیمات کو مربوط طور پر سمجھنے کا بلند دینی شعور پیدا کرتی ہے۔ اس طرح دین اسلام کے جامع فکر وفلسفہ کی شعوری آگہی سے باطل اور گمراہ افکار ونظریات سے چھٹکارہ ملتا ہے اور تعلق مع اللہ مضبوط ہوتا ہے۔

ذکر اللہ کی مجلس: نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں مجلس ذکر ہوتی ہے۔ اس کے بعد تربیت وتزکیے کے حوالے سے حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی کتاب ”امداد السلوک“ کے منتخب حصے سنائے جاتے ہیں۔ پھر حضرت اقدس مدظلہ العالی ان ملفوظات کی تشریح بیان کرتے ہیں اور تمام احباب ومتعلقین کے لیے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ افطاری اور نمازِ مغرب کے بعد احباب سنن ونوافل ادا کرتے ہیں اور اپنے ضروری تقاضے پورے کرنے کے بعد نمازِ عشا کی تیاری کرتے ہیں۔

تراویح میں پڑھے ہوئے پارۂ قرآن کا تفسیری خلاصہ: نمازِ عشا اور نمازِ تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کے مضامین کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے موضوعات اور مضامین کے بنیادی نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ ان نکات کے ذریعے انسانی معاشرے کی سیاسی، معاشی، عمرانی اور نظریاتی حوالے سے درست تشکیل کے بنیادی اساسی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

www.rahimia.org

احکام ومسائل رمضان المبارک

از حضرت مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری

۱۔ ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل، بالغ پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض ہے۔

۲۔ شریعت میں روزے کا مطلب ہے کہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانا، پینا اور جماع کرنا چھوڑ دیا جائے۔

۳۔ رمضان المبارک میں کسی مجبوری کی وَجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو رمضان کے بعد اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن اس کی قضا ضروری ہے۔

۵۔ حالتِ سفر میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ اگر روزہ نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ رمضان شریف کی فضیلت سے محرومی ہے۔

۶۔ بغیر کسی وَجہ کے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

۷۔ اگر روزہ دار کو بھول کر کھاتے پیتے دیکھا اور روزہ دار کو روزہ کی وَجہ سے تکلیف نہیں ہے تو اس کو یاد دلانا واجب ہے۔

۸۔ اگر کسی نے کسی وَجہ سے روزہ نہ رکھا تو احترامِ رمضان کا تقاضا ہے کہ لوگوں کے سامنے کچھ کھائے پیے نہیں۔

۹۔ رمضان المبارک کے روزہ میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور سحری کے وقت "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۔ اگر رات سے رمضان المبارک کے روزے کی نیت کر لے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو 10، 11 بجے تک نیت کر لینا درست ہے۔

۱۲۔ اگر رمضان المبارک کے مہینے میں نفل، قضا یا نذر کے روزے کی نیت کی، تب بھی رمضان کا روزہ ادا ہوگا۔

۱۳۔ سحری کھانا سنت ہے۔ اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین کھجوریں ہی کھالے۔ یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے۔ کچھ نہ سہی تو پانی ہی پی لے۔

۱۴۔ سحری میں جہاں تک ہو سکے، دیر کر کے کھانا بہتر ہے، لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح صادق ہونے لگے اور روزے میں شبہ پیدا ہو جائے۔

۱۵۔ جب سورج ٹھیک غروب ہو جائے تو فوراً روزہ کھولنا مسنون ہے، دیر کر کے کھولنا مکروہ ہے۔

۱۶۔ جب تک سورج کے غروب ہونے میں شبہ رہے، تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔ سورج غروب ہونے کا تعلق مشاہدے سے ہوتا ہے، جب کہ آج کل عام طور پر ایسا نہیں کیا جاتا۔ خاص طور پر بڑے شہروں میں کہ آسمان صاف نہیں ہوتا، بلکہ دائمی جنتریوں کو سامنے رکھتے ہوئے گھڑیوں سے اوقات دیکھ کر روزہ افطار کیا جاتا ہے۔ اس لیے فلکیاتی حساب سے دائمی جنتریوں میں مطبوعہ اوقات میں دو سے پانچ منٹ کی احتیاط کر کے روزہ افطار کرنا چاہیے۔

۱۷۔ کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے، لیکن اگر کسی دوسری چیز سے افطار کیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۱۸۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ." اگر کسی کو یہ دعا یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں روزہ افطار کرنے پر خدا کا شکر بجالائے۔

ادارہ رحیمیہ کے ریجنل مراکز میں معمولاتِ ماہِ رمضان

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کے تمام ریجنل کیمپسز کراچی، سکھر، ملتان، راولپنڈی، کوئٹہ اور پشاور میں بھی ماہِ رمضان المبارک کے ادارہ رحیمیہ لاہور میں کیے جانے والے معمولات حسبِ معمول جاری رہیں گے۔ ادارہ کے سرپرست حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن میں تراویح میں پڑھے ہوئے پارے کا خلاصہ بیان فرماتے ہیں، جو تمام ریجنل کیمپسز اور ملک بھر کے رحیمیہ مراکز میں براہِ راست نشر کیا جاتا ہے۔

نوٹ: ملک بھر سے آنے والے احباب اپنی آمد کے شیڈول سے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور کی انتظامیہ کو اپنی آمد سے قبل مطلع فرمائیں۔

حسبِ معمول ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں امسال بھی نمازِ تراویح میں ختم قرآن حکیم رمضان المبارک کی ستائیس ویں شب کو ہوگا۔ انشاءاللہ! (ادارہ)

۱۹۔ درجِ ذیل تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے:

☆ اگر بھول کر کھالے یا پی لے یا جماع کر لے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

☆ اپنے آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے تھوڑی ہو یا زیادہ۔

☆ سرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا، یا حلق میں از خود دھواں یا گرد و غبار وغیرہ کا چلا جانا۔

☆ دانتوں میں گوشت وغیرہ کا ریشہ، جو چنے سے کم ہے، اس کو باہر نکالے بغیر نگلنا۔

☆ لعاب نگلنا، زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔

☆ روزے میں تازہ یا خشک مسواک کرنا، اگرچہ نیم کے درخت کی ہو۔

☆ گرمی یا پیاس کی وَجہ سے غسل کرنا، خواہ کئی بار ہی کیوں نہ ہو۔

۲۰۔ درجِ ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہو جاتی ہے:

O کلی کرتے وقت بلا اِرادہ حلق میں پانی اُتر جانا۔

O خود بہ خود قے آئی اور جان بوجھ کر حلق میں لوٹا لی۔

O اپنے اختیار سے منہ بھر کر قے کر ڈالی۔

O کان میں تیل ڈال لینا، ناک میں ناس لینا، سگریٹ یا حقہ پینا۔

O دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لینا جب کہ خون تھوک پر غالب ہو۔

O بھولے سے کچھ کھا پی لیا اور یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، پھر جان بوجھ کر کھایا پی لینا۔

O یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی، سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔

O بادل یا آسمان پر غبار کی وَجہ سے یہ سمجھا کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ افطار کر لیا حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

۲۱۔ درجِ ذیل وہ صورتیں، جن میں کفارہ بھی واجب ہوتا ہے:

رمضان المبارک کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے کفارہ لازم آجاتا ہے، جو دو مہینے لگاتار روزے رکھنا ہے۔ اگر یہ طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلائے یا ایک روزے کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت انھیں ادا کرے۔ اگر ایک ہی رمضان کے دو تین روزے توڑ ڈالے تو بھی ایک ہی کفارہ کافی ہو جائے گا۔

۲۲۔ جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی، یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھا ہونے کی اُمید نہیں رہی اور روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے تو وہ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا (1700 گرام) غلہ یا اس کی قیمت بہ طورِ فدیہ ادا کرے۔

www.rahimia.org

نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ / مئی، جون 2018ء

سکھر		کراچی		کوئٹہ		پشاور		ملتان		اسلام آباد		لاہور		ایام	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری
افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	دن	مئی	رمضان المبارک
7:08	4:05	7:11	4:21	7:21	4:04	7:11	3:32	7:03	3:46	7:04	3:28	6:55	3:30	جمعرات	17	یکم
7:09	4:05	7:11	4:20	7:22	4:04	7:11	3:31	7:03	3:45	7:05	3:27	6:55	3:29	جمعۃ المبارک	18	2
7:10	4:04	7:12	4:19	7:23	4:03	7:12	3:30	7:04	3:44	7:06	3:26	6:56	3:28	ہفتہ	19	3
7:10	4:03	7:12	4:19	7:23	4:02	7:12	3:29	7:04	3:44	7:06	3:25	6:56	3:28	اتوار	20	4
7:11	4:02	7:13	4:18	7:24	4:01	7:13	3:28	7:05	3:43	7:07	3:24	6:57	3:27	سوموار	21	5
7:11	4:02	7:13	4:18	7:24	4:01	7:14	3:27	7:06	3:42	7:08	3:23	6:57	3:26	منگل	22	6
7:12	4:01	7:14	4:17	7:25	4:00	7:15	3:26	7:07	3:41	7:09	3:22	6:58	3:25	بدھ	23	7
7:12	4:01	7:14	4:17	7:25	3:59	7:15	3:25	7:07	3:41	7:09	3:22	6:59	3:25	جمعرات	24	8
7:13	4:00	7:15	4:16	7:26	3:58	7:16	3:24	7:08	3:40	7:10	3:21	7:00	3:24	جمعۃ المبارک	25	9
7:13	4:00	7:15	4:16	7:26	3:58	7:17	3:24	7:08	3:40	7:10	3:20	7:00	3:23	ہفتہ	26	10
7:14	3:59	7:16	4:15	7:27	3:57	7:18	3:23	7:09	3:39	7:11	3:19	7:01	3:22	اتوار	27	11
7:14	3:59	7:16	4:15	7:28	3:57	7:18	3:23	7:09	3:39	7:12	3:19	7:01	3:22	سوموار	28	12
7:15	3:58	7:17	4:14	7:29	3:56	7:19	3:22	7:10	3:38	7:13	3:18	7:02	3:21	منگل	29	13
7:15	3:58	7:17	4:14	7:29	3:56	7:19	3:21	7:10	3:38	7:13	3:17	7:02	3:21	بدھ	30	14
7:16	3:57	7:18	4:14	7:30	3:55	7:20	3:20	7:11	3:37	7:14	3:16	7:03	3:20	جمعرات	31	15
7:17	3:57	7:18	4:13	7:30	3:54	7:21	3:20	7:12	3:36	7:14	3:16	7:04	3:20	جمعۃ المبارک	یکم جون	16
7:17	3:57	7:18	4:13	7:30	3:54	7:21	3:20	7:12	3:36	7:15	3:16	7:04	3:20	ہفتہ	2	17
7:17	3:56	7:19	4:13	7:31	3:54	7:22	3:19	7:13	3:36	7:16	3:15	7:05	3:19	اتوار	3	18
7:17	3:56	7:19	4:13	7:31	3:54	7:22	3:19	7:13	3:36	7:16	3:15	7:05	3:19	سوموار	4	19
7:18	3:56	7:20	4:12	7:32	3:53	7:23	3:18	7:14	3:35	7:17	3:14	7:06	3:18	منگل	5	20
7:18	3:56	7:20	4:12	7:32	3:53	7:23	3:18	7:14	3:35	7:17	3:14	7:06	3:18	بدھ	6	21
7:19	3:55	7:21	4:12	7:33	3:52	7:24	3:17	7:15	3:34	7:18	3:13	7:07	3:17	جمعرات	7	22
7:19	3:55	7:21	4:12	7:33	3:52	7:24	3:17	7:15	3:34	7:18	3:13	7:07	3:17	جمعۃ المبارک	8	23
7:20	3:55	7:22	4:12	7:34	3:52	7:25	3:16	7:16	3:34	7:19	3:13	7:08	3:17	ہفتہ	9	24
7:20	3:55	7:22	4:12	7:34	3:52	7:25	3:16	7:16	3:34	7:19	3:13	7:08	3:17	اتوار	10	25
7:21	3:55	7:22	4:12	7:35	3:52	7:26	3:16	7:16	3:34	7:20	3:12	7:09	3:17	سوموار	11	26
7:21	3:55	7:22	4:12	7:35	3:52	7:26	3:16	7:16	3:34	7:20	3:12	7:09	3:17	منگل	12	27
7:22	3:55	7:23	4:12	7:36	3:52	7:27	3:16	7:17	3:34	7:20	3:12	7:10	3:16	بدھ	13	28
7:22	3:55	7:23	4:12	7:36	3:52	7:27	3:16	7:17	3:34	7:20	3:12	7:10	3:16	جمعرات	14	29
7:22	3:55	7:24	4:12	7:36	3:52	7:27	3:16	7:17	3:34	7:21	3:12	7:10	3:16	جمعۃ المبارک	15	30

www.rahimia.org

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرنگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے۔

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔